خشوع – تفاسیر قرآن سے

تفہیم القرآن: مولانا سید ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ

خشوع کے اصل معنی ہیں کسی کے آگے جھک جانا، دب جانا، اظہار عجز و انکسار کرنا۔ اس کیفیت کا تعلق دل سے بھی ہے اور جسم کی ظاہری حالت سے بھی۔ دل کا خشوع یہ ہے کہ آدمی کسی کی ہیبت اور عظمت و جلال سے مرعوب ہو۔ اور جسم کا خشوع یہ ہے کہ جب وہ اس کے سامنے جائے تو سر جھک جائے، اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں، نگاہ پست ہو جائے، آواز دب جائے، اور ہیبت زدگی کے وہ سارے آثار اس پر طاری ہو جائیں جو اس حالت میں فطرتاً طاری ہو جایا کرتے ہیں جبکہ آدمی کسی زبردست باجبروت ہستی کے حضور پیش ہو۔

نماز میں خشوع سے مراد دل اور جسم کی یہی کیفیت ہے اور یہی نماز کی اصل روح ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور ساتھ ساتھ ڈاڑھی کے بالوں سے کھیلتا جاتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا لو خشع قلبہ خشعت جوارحہ، "اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا"۔ اگرچہ خشوع کا تعلق حقیقت میں دل سے ہے اور دل کا خشوع آپ سے آپ جسم پر طاری ہوتا ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ابھی معلوم ہوا۔ لیکن شریعت میں نماز کے کچھ ایسے آداب بھی مقرر کر دیے گئے ہیں جو ایک طرف قلبی خشوع میں مددگار ہوتے ہیں اور دوسری طرف خشوع کی گھٹتی بڑھتی کیفیات میں فعل نماز کو کم از کم ظاہری حیثیت سے ایک معیار خاص پر قائم رکھتے ہیں۔ ان آداب میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی دائیں بائیں نہ مڑے اور نہ سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھے (زیادہ سے زیادہ صرف گوشہ چشم سے ادھر ادھر دیکھا جا سکتا ہے۔ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک نگاہ سجدہ گاہ سے متجاوز نہ ہونی چاہیے، مگر مالکیہ اس بات کے قائل ہیں کہ نگاہ سامنے کی طرف رہنی چاہیے)۔ نماز میں ہلنا اور مختلف سمتوں میں جھکنا بھی ممنوع ہے۔ کپڑوں کو بار بار سمیٹنا، یا ان کو جھاڑنا، یا ان سے شغل کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ سجدے میں جاتے وقت آدمی اپنے بیٹھنے کی جگہ یا سجدے کی جگہ صاف کرنے کی کوشش کرے۔ تن کر کھڑے ہونا بہت بلند آواز سے کڑک کر قرأت کرنا، یا قرأت میں گانا بھی آداب نماز کے خلاف ہے۔ زور زور سے جمائیاں لینا اور ڈکاریں مارنا بھی نماز میں بے ادبی ہے۔ جلدی جلدی مارامار نماز پڑھنا بھی سخت ناپسندیدہ ہے۔ حکم یہ ہے کہ نماز کا ہر فعل پوری طرح سکون اور اطمینان سے ادا کیا جائے اور ایک فعل، مثلاً رکوع یا سجود یا قیام یا قعود جب تک مکمل نہ ہو لے دوسرا فعل شروع نہ کیا جائے۔ نماز میں اگر کوئی چیز اذیت دے رہی ہو تو اسے ایک ہاتھ سے دفع کیا جا سکتا ہے، مگر بار بار ہاتھوں کو حرکت دینا، یا دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ ان ظاہر آداب کے ساتھ یہ چیز بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ آدمی نماز میں جان بوجھ کر غیر متعلق باتیں سوچنے سے پرہیز کرے۔ بلا ارادہ خیالات ذہن میں آئیں اور آتے رہیں تو یہ نفس انسانی کی ایک فطری کمزوری ہے۔ لیکن آدمی کی پوری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ نماز کے وقت اس کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ رہا ہو وہی دل سے بھی عرض

کرے۔ اس دوران میں اگر بے اختیار دوسرے خیالات آجائیں تو جس وقت بھی آدمی کو انکا احساس ہو اسی وقت اسے اپنی توجہ ان سے ہٹا کر نماز کی طرف پھیر لینی چاہیے۔

معارف القرآن: مفتی شفیع عثمانی رحمہ اللہ

اول نماز میں خشوع، خشوع کے لغوی معنے سکون کے ہیں اصطلاح شرع میں خشوع یہ ہے کہ قلب میں بھی سکون ہو۔یعنی غیر اللہ کے خیال کو قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے اور اعضاء بدن میں بھی سکون ہو کہ عبث اور فضول حرکتیں نہ کرے (بیان القرآن) خصوصاًوہ حرکتیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نماز میں منع فرمایا ہے اور فقہاء نے ان کو مکروہات نماز کے عنوان سے جمع کر دیا ہے۔ تفسیر مظہری میں خشوع کی یہی تعریف حضرت عمرو بن دینار سے نقل کی ہے اور دوسرے بزرگوں سے جو خشوع کی تعریف میں مختلف چیزیں نقل کی گئی ہیں وہ دراصل اسی سکون قلب وجوارح کی تفصیلات ہیں۔ مثلاً حضرت مجاہد نے فرمایا کہ نظر اور آواز کو پست رکھنے کا نام خشوع ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ دائیں بائیں التفات یعنی گوشۂ چشم سے دیکھنے سے بچنا خشوع ہے۔ حضرت عطاء نے فرمایا کہ بدن کے کسی حصہ سے کھیل نہ کرنا خشوع ہے۔ حدیث میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نماز کے وقت اپنے بندے کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک وہ دوسری طرف التفات نہ کرے جب دوسری طرف التفات کرتا ہے یعنی گوشۂ چشم سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے رخ پھیر لیتے ہیں۔ (رواہ احمد والنسائی وابوداؤد وغیرہم۔ مظہری) اور نبی کریم ﷺ نے حضرت انس کو حکم دیا کہ اپنی نگاہ اس جگہ رکھو جس جگہ سجدہ کرتے ہو اور یہ کہ نماز میں دائیں بائیں التفات نہ کرو (رواہ البیہقی فی السنن الکبریٰ و مظہری)

اور حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے تو فرمایا لو خشع قلب ھذا الخشعت جوارحہ (رواہ الحاکم والترمذی بسند ضعیف) یعنی اگر اس شخص کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی سکون ہوتا۔ (مظہری)

نماز میں خشوع کی ضرورت کا درجہ

امام غزالی و قرطبی اور بعض دوسرے حضرات نے فرمایا کہ نماز میں خشوع فرض ہے اگر پوری نماز خشوع کے بغیر گزر جائے تو نماز ادا ہی نہ ہوگی۔

دوسرے حضرات نے فرمایا کہ اس میں شبہ نہیں کہ خشوع روح نماز ہے اس کے بغیر نماز بے جان ہے مگر اس کو رکن نماز کی حیثیت سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خشوع نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی اور اس کا اعادہ فرض قرار دیا جائے۔

حضرت سیدی حکیم الامۃ نے بیان القرآن میں فرمایا کہ خشوع صحت نماز کیلئے موقوف علیہ تو نہیں اور اس درجہ میں وہ فرض نہیں مگر قبول نماز کا موقوف علیہ اور اس مرتبہ میں فرض ہے حدیث میں طبرانی نے معجم کبیر میں بسند حسن حضرت ابوالدرداء سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز اس امت سے اٹھ جائے گی یعنی سلب ہوجائے گی وہ خشوع ہے یہاں تک کہ قوم میں کوئی خاشع نظر نہ آئے گا۔ کذا فی مجمع الزوائد (بیان)

تدبر القرآن: امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ

روح نماز کی طرف اشارہ

خشوع کے معنی عاجزی، تذلل، نیاز مندی اور فروتنی کے ہیں۔ یہ لفظ مختلف شکلوں میں قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ خشعت الاصوات، اور تخشع قلوبھم وغیرہ کے استعملات سے لفظ کی اصل روح پر روشنی پڑتی ہے اس وجہ سے جن لوگوں نے اس کے معنی مجرد سکون کے لئے ہیں ہمارے نزدیک ان کی رائے صحیح نہیں ہے۔ یہ اس نماز کی اصل روح کی طرف اشارہ ہے جس پر مذکورہ فلاح کا انحصار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رب کے آگے آدمی کی کمر اور اس کا سر ہی نہ جھکے بلکہ اس کا دل بھی سرفگندہ ہو جائے۔ ان اہل ایمان کی کیفیت یہی ہے کہ نمازوں میں ان کے قیام، ان کی ہئیت ان کی آواز اور ان کے رکع وسجود ایک ایک چیز سے ان کے دل کے خشوع کی شہادت ملتی ہے یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ پچھلی سورۃ کی آخری آیت میں اقامۃ صلوۃ کی ہدایت ہوئی تھی جو نماز کی ظاہری اہتمام والتزام کی تعبیر ہے۔ اس سورۃ میں نماز کی اصل روح کا ذکر ہوا اور وہ بھی اس حیثیت سے کہ یہ اہل ایمان کی صفت ہے جن کو فلاح کی یہ بشارت دی جارہی ہے۔

تفسیر عثمانی: مولانا شبیر عثمانی رحمہ اللہ

1 "خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف وہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا، چناچہ ابن عباس نے "خَاشِعُوْنَ" کی تفسیر "خائفون ساکنون" سے کی ہے۔ اور آیت (اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ) 41۔ فصلت:39) بھی دلالت کرتی ہے کہ "خشوع" میں ایک طرح کا سکون وتذلل معتبر ہے۔ قرآن کریم میں "خشوع" کو وجوہ، ابصار، اصوات وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے۔ اور ایک جگہ آیت (اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ)57۔ الحدید:16) میں قلب کی صفت بتلائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع وخائف اور ساکن وپست ہوگا تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھریں گے، ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے۔ پھر خوف وہیبت اور سکون وخضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے مثلاً بازو اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، ادھر ادھر نہ تاکنا، کپڑے یاڈاڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانہ، اور اسی قسم کے بہت افعال واحوال لوازم خشوع میں سے ہیں۔ احادیث میں حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے منقول ہے کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے جیسے ایک بیجان لکڑی، اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز خشوع ہے فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا نماز بدون خشوع کے صحیح ومقبول ہوتی ہے یا نہیں۔ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزائے صلوٰۃ کے لیے شرط نہیں۔ ہاں قبول صلوٰۃ کے لیے شرط ہے میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا کہ حسن قبول کے لیے شرط ہے۔ واللہ اعلم۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ احیاء العلوم اور اس کی شرح میں تفصیل ملاحظہ کی جائے بہر حال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی ان ہی مومنین کو حاصل ہوگی جو خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں

مفردات القرآن: امام الراغب الاصفہانی

(خ ش ع) الخشوع

۔(ان) کے معنی ضواعۃ یعنی عاجزی کرنے اور جھک جانے کے ہیں۔ مگر زیادہ تر خشوع کا لفظ جوارح اور ضراعت کا لفظ قلب کی عاجزی پر بولا جاتا ہے۔ اسی لئے ایک روایت میں ہے:۔(112) اذاضرعت القلب خشعت الجوارح جب دل میں فروتنی ہو تو اسی کا اثر جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے قرآن میں ہے: وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعاً [الِاسراء/109] اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلاتِهِمْ خاشِعُونَ [المؤمنون/2] جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ وَكانُوا لَنا خاشِعِينَ [الأنبياء/90] اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔ وَخَشَعَتِ الْأَصْواتُ [طه/108] آوازیں پست ہو جائیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ أَبْصارُها خاشِعَةٌ [النازعات/9] یہ ان کی نظروں کے مضطرب ہونے سے کنایہ ہے۔ جیسا کہ زمین و آسمان کے متعلق بطور کنایہ کے فرمایا۔ إِذا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا [الواقعة/4] جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے۔ وإِذا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزالَها [الزلزلة/1] جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی۔ يَوْمَ تَمُورُ السَّماءُ مَوْراً وَتَسِيرُ الْجِبالُ سَيْراً [الطور/9-10] جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا کر۔ اور پہاڑ اڑانے لگیں (اون ہو کر)